ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ڈاکٹر یاسمین کوثر ❋
ڈاکٹر ارم صبا ❋❋

علامہ محمد اقبال کی فکر اور اکیسویں صدی کے چیلنجز

Allama Muhammad Iqbal's Thoughts and the Challenges of the 21st Century

By *Dr. Yasmeen Kausar, Asst. Prof. & Head of Iqbal Chair, University of Sialkot.*

Dr. Irum Saba, Asst. Prof., Dept. of Urdu, Fatima Jinnah Women University, Rawalpindi.

ABSTRACT

Allama Muhammad Iqbal is a great and an unparalleled poet, philosopher and thinker of Urdu literature who is a poet of all three eras, past, present and future. It is a fact that a great poet is above the limitations of time

& Sons, 1978If the poet of the future. Allama kept in mind the requirements of the time and prepared Muslims accordingly. Iqbal had that insight in his foresight that is found in very few people. Iqbal belonged to the era of slavery of Muslims. He wanted them to get freedom from the chains of slavery. He was very hopeful for the bright future of Muslims. Strengthening unity and love among Muslims was his primary goal. Along with this, he wanted the Muslim government and the glory of Islam. The aspect of the unity of the Islamic world was also very prominent in his writings. He presented the message of the Holy Quran and Sunnah in his poetry and Lectures. In this era of modern science and technology of the 21st century, Muslims are being persecuted everywhere. For example, Palestine, Kashmir, Syria, Lebanon, Iran, Iraq, Pakistan and Afghanistan. All these problems have solutions hidden in Iqbal's thought. According to Allama, until

---

❋ اسسٹنٹ پروفیسر وصدر نشیں، مسندِ اقبال، شعبۂ اردو، یونی ورسٹی آف سیال کوٹ
❋❋ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، فاطمہ جناح یونی ورسٹی برائے خواتین، راول پنڈی

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

Muslims acquire modern sciences and arts and knowledge of the Quran, Sunnah and Hadith.

Keywords: Allama Iqbal, 21st Century's problems, Thought of Iqbal, Quan & Sunnah, Muslim World's Issues, Revolutionary poetry of Iqbal, Future of Muslims.

علامہ محمد اقبال اُردو ادب کے ایسے بے مثال شاعر، فلسفی اور مفکر ہیں جو ماضی، حال اور مستقبل تینوں زمانوں کے شاعر ہیں۔ عظیم شاعر زمانے کی قیود سے آزاد ہوتے ہیں۔ وہ خود کو مستقبل کا شاعر بھی کہتے تھے۔ علامہ نے وقت اور حالات کے مطابق مسلمانوں کو تیار کیا۔ اقبال کی دوربین نگاہ میں وہ بصیرت تھی جو بہت کم لوگوں میں ہوتی ہے۔ اقبال کا تعلق مسلمانوں کے غلامانہ دور سے تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ مسلمان غلامی کی زنجیروں سے آزادی حاصل کریں۔

انسان وقت کے مطابق زندگی کے ہر میدان میں ترقی کرتا ہے۔ اسی طرح اکیسویں صدی میں بھی سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں خوب ترقی ہوئی۔ اس ترقی سے ہماری زندگی کو کئی فائدے ملے ہیں لیکن اگر ہمیں ان سے فوائد ملتے ہیں تو وہاں بہت سے مسائل بھی درپیش آئے۔ ہر آنے والا وقت مختلف چیلنجز بھی اپنے ساتھ لے کر آیا۔ ماحولیاتی تبدیلیاں، سیاسی منظر نامہ، سماجی بدحالیاں، اخلاقی پس ماندگیاں غرض ہر شعبہ ہائے زندگی میں جدت اور تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ انسان نے سائنس اور ٹیکنالوجی کے ذریعے زندگی کے مختلف شعبوں میں ترقی کی ہے لیکن اس کے باوجود انسان کی بے بسی کو بھی واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جس نے سورج کی شاعوں کو گرفتار کیا ہے وہ اپنی سوچ اور فکر کی شب تاریک کی سحر نہیں کر سکا۔ یہی ترقی دوسے رخ سے دیکھیں تو زوال کی طرف بھی لے جارہی ہے۔ آج اسے مشینوں کا اتنا محتاج بنا چکی ہے

اقبال جیسا بیدار ذہن مستقبل پر گہری نگاہ رکھتے تھے۔ وہ مغرب کی کھوکھلی تہذیب کی اصلیت سے آگاہ ہو چکے تھے اور اسلام کی نشاتِ ثانیہ چاہتے تھے۔ وہ مسلمانوں کے زوال کے دور میں بھی ان کے روشن مستقبل کے لیے بڑے پُراُمید تھے۔ اقبال کی انقلابی شاعری کی چند اہم خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں، جن کی وجہ سے اکیسویں صدی کے چیلنجز اور مسلم امہ کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

فلسفۂ خودی

علامہ کے نزدیک خودی سے مراد انا یا تکبر نہیں بلکہ اپنی ذات کی پہچان ہے۔ اقبال مسلمانوں کو اپنی

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

تحریروں کے ذریعے بار بار یہ کہتے ہیں کہ جنھوں نے اپنی ذات کو پہچانا، اس نے اپنے اللہ کو پہچان لیا۔ اگر آپ اس میں کامیاب ہو گئے تو پھر دنیا تمھارا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ یہ حقیقت ہے کہ خودی کا روحانی وجود ہے جو اس کائنات میں اپنی تمام جلوہ آرائیوں کے ساتھ اظہار چاہتی ہے۔ فکر اقبال کا محور و مرکز ہی خودی کا فلسفہ ہے۔ اس میں خود بینی خدا بینی میں حائل نہیں ہوتی بلکہ معاونت کرتی ہے خودی ایک بحر بے کنار ہے۔ نظم ''حضور عالم انسانی'' میں اقبال فرماتے ہیں:

اگر خواہی خدا را فاش دیدن
خودی را فاش تر دیدن بیا موز[1]

(ترجمہ: اگر خدا کو ظاہر میں دیکھنا چاہتے ہو تو خودی کو پہچان لو اسی میں وہ مل جائے گا۔)

مسلمانوں کے زوال کے اسباب کا بغور جائزہ لیں تو یہ معلوم ہوگا کہ قدیم یونانیوں اور خاص طور پر افلاطون کے خیالات کے زیرِ اثر ایک مدت تک مشرق و مغرب کے حکما و صوفیا نے حیات و کائنات کو فریب نظر سمجھا اور اس سے دل بستگی کو گناہ قرار دیا۔ اپنے وجود سے انکار کا یہ فلسفہ دراصل مایوسی اور ناکامی کے درد سے نجات دلاتا ہے۔ مسلمانوں نے بھی زوال کے دور میں اسے قبول کرنے میں عار محسوس نہ کی۔ ان کے نزدیک زندگی کے لیے جدو جہد ایک طرح کا گناہ ہے۔ ڈیکارٹ نے افلاطون کے نظریے کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ کائنات کا تو مجھے معلوم نہیں لیکن اپنے وجود پر مجھے کوئی شک نہیں ہے۔ اسی بات کو اقبال نے بھی کہا کہ میں اپنے وجود سے کسی طور انکار نہیں کر سکتا۔ اقبال سے قبل غالب نے بھی اپنے اشعار میں یہ سوالات اٹھائے تھے۔ وہ لکھتے ہیں:

جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود
پھر یہ ہنگامہ ہے خدا کیا ہے؟[2]

اقبال کے ہاں خودی کا جو فلسفہ ہے، اس پر ان کے سارے فلسفے کی بنیاد ہے۔ یہ فلسفہ قرآن و حدیث سے لیا ہے۔ اس کی عملی تفسیر اور عروج حضورؐ کی سیرت طیبہ اور صحابہ کرام کی ذات اقدس میں دیکھ سکتے ہیں۔ اسی لیے اقبال مسلمانوں کی خودی کی تربیت پر بہت زور دیتے ہیں کیوں کہ اللہ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر بھیجا۔ اگر وہ اپنی ذات پہچان لے اور خودی کی صحیح تربیت کر لے تو اس میں انقلابی روح بیدار ہوتی ہے۔ جس کے سامنے پھر کوئی ٹھہر نہیں سکتا۔[3] اللہ نے انسان کو بے کار پیدا نہیں کیا۔ اسے اپنا نائب بنا کر ایک خاص مقصد کے لیے بھیجا گیا۔ اس کو وہ صلاحیتیں عطا کی ہیں کہ اقبال مقام بندگی دے کر شان خداوندی نہیں لینا چاہتا کیوں کہ مرد

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

مومن کا ہاتھ اللہ کا ہی ہاتھ ہے۔ بقول اقبال:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے خدا بندے سے خود پوچھے، بتا تیری رضا کیا ہے؟(۴)

تری خودی میں اگر انقلاب ہو پیدا عجب نہیں ہے کہ یہ چار سو بدل جائے(۵)

خودی ہی وہ قوت ہے جو انقلاب لانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ بقول فرمان فتح پوری:

> فرد اور ملت کی ترقی و پستی خودی کی ترقی وزوال پر منحصر ہے۔ خودی کا تحفظ، زندگی کا تحفظ اور خودی کا استحکام، زندگی کا استحکام ہے۔ ازل سے ابد تک خودی ہی کی کارفرمائی ہے۔ اس کی کامرانیاں اور کارکشائیاں بے شمار اور اس کی وسعتیں اور بلندیاں بے کنار ہیں۔ اقبال نے ان کا ذکر اپنے کلام میں جگہ جگہ نت نئے انداز سے کیا ہے۔(۶)

جب تک آپ اپنی خودی کو نہیں پہچانتے اس وقت تک حقیقی معنی میں مسلمان نہیں بن سکتے۔ اپنے زور بازو پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی دنیا آپ پیدا کر سکتے ہیں۔ خودی سے بلندی کی جو منزلیں ملتی ہیں وہ آپ کی سوچ سے بالاتر ہیں۔ معرفت نفس سے ایک نئی روحانی دنیا میں قدم رکھا جاتا ہے۔ اس میں عشق کی برتری سے بڑے کارنامے سرانجام دیے جاسکتے ہیں۔ اسی لیے اقبال فرماتے ہیں:

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی تُو اگر میرا نہیں بنتا، نہ بن، اپنا تو بن
من کی دنیا! من کی دنیا سوز و مستی، جذب و شوق تن کی دنیا! تن کی دنیا سود و سودا، مکر و فن
من کی دنیا میں نہ پایا میں نے افرنگی کا راج من کی دنیا میں نہ دیکھے میں نے شیخ و برہمن(۷)

اقبال اپنی تحریروں میں بارہا یہ ذکر کرتے ہیں کہ وہ انسان جس نے سورج کی شعاعوں کو اپنی گرفت میں لے لیا اس کی بے بسی دیکھیں کہ وہ اپنے افکار کی دنیا میں سحر نہ کر سکا۔ اس کی بڑی وجہ روحانیت کی طاقت سے محرومی ہے۔ جب مسلمان مغرب کی کورانہ تقلید میں آگے بڑھتا گیا تو مادہ پرست ہوگیا۔ اسی لیے علامہ اس دنیا کے ساتھ ساتھ روحانی طور پر معرفت کا درس بھی دیتے ہیں۔ اس دنیا میں تو مکر وفریب سے انسان تھوڑی دیر کا فائدہ لے لیتا ہے لیکن ہمیشہ کا فائدہ تو من کی دنیا آباد کرنے میں ملتا ہے۔ دلوں کو آباد کرنے میں رب کی رضا پوشیدہ ہے۔ وہ مغرب کی چکا چوند اور اس کی اصل حقیقت کو قارئین پر واضح کرتے ہیں۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

نظریۂ اجتہاد

اقبال کی دور بیں نگاہ مستقبل پر تھی، اسی لیے انھوں نے دور جدید کے عصری مسائل کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اجتہاد پر زور دیا تا کہ اسلامی فکر کو زندہ رکھا جا سکے۔ اس کے ذریعے ہم دنیا کو باور کروا سکتے ہیں کہ اسلام کو قدیم سمجھ کر اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ یہ دین جدید دور کا ساتھ نہیں دے سکتا بلکہ یہ ہر دور کے تقاضوں اور چیلنجز کا حل پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اگر ہمارے ماہرین علم و دانش اور مفکرین اسلام مل کر اجتہاد پر کام کریں تو ہمارے بیشتر عصری مسائل حل ہو جائیں گے۔ اقبال اجتہاد کی اہمیت کو اچھی طرح جانتے تھے اسی لیے انھوں نے شاعری کے ساتھ ساتھ اپنے خطبات میں بھی اس پر زور دیا۔ وہ اتنے پر امید تھے کہ مسلمانوں کے زوال کے دور میں بھی عالم نو کی نوید سنائی:

آبِ روانِ کبیر! تیرے کنارے کوئی ‏ ‏ دیکھ رہا ہے کسی اور زمانے کا خواب
عالمِ نو ہے ابھی پردۂ تقدیر میں ‏ ‏ میری نگاہوں میں ہے، اس کی سحر بے حجاب
پردہ اٹھا دوں اگر چہرۂ افکار سے ‏ ‏ لا نہ سکے گا فرنگ میری نواؤں کی تاب(۸)

ان اشعار میں علامہ بدلتے وقت اور ایک نئے دور کی نوید سناتے ہیں۔ انھوں نے انقلاب فرانس اور بدلتی ہوئی دنیا کے تناظر میں بات کی ہے جس سے دنیا میں نئی نئی تحریکات شروع ہوئیں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر سید عبداللہ فرماتے ہیں:

> یہ بات تو طے شدہ ہے کہ علامہ اقبال جدید دور کے اجتماعی و معاشرتی مسائل کے بارے میں جو گزشتہ تین چار صدیوں کی مغربی تحریکوں کے زیرِ اثر ہر شعبہ فکر و عمل میں پیدا ہو چکے ہیں اور ایک مختلف قسم کی ایکالوجی (Ecology) اور سوشیالوجی (Sociology) سے نمودار ہوئے ہیں اور بظاہر یا فی الحقیقت معروف اسلامی عقیدوں سے مختلف یا متصادم نظر آتے ہیں، اسلام کی رائے جاننے اور پیش کرنے کی ضرورت کا گہرا احساس رکھتے تھے۔(۹)

اقبال کی ساری زندگی قرآن، سنت اور تاریخ اسلام کے مطالعے میں وقف رہی۔ اسی وجہ سے وہ اسلام کی حقانیت اور ابدیت پر نہ صرف کامل یقین اور مضبوط ایمان رکھتے تھے بلکہ عصر حاضر کے چیلنجز سے بھی اچھی طرح واقف تھے۔ انھیں یہ احساس تھا کہ نئے زمانے کے تقاضوں کے مطابق اسلام کی نئی تعبیر کی اشد ضرورت ہے تا کہ دیگر مذاہب کے لوگوں پر یہ واضح کیا جائے کہ اسلام ایک ایسا ابدی اور فطری دین ہے جو کسی مخصوص زمانے کے

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

لیے نہیں بلکہ اس کے ابدی قوانین وضوابط میں اتنی لچک ہے کہ وہ ہر دور اور ہر زمانے کے چیلنجز کا حل پیش کرتا ہے۔ مثلاً عصر حاضر میں طب اور جراحی میں اجتہادی فکر کا زبردست سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انسانی جان بچانا انسانیت کی خدمت ہے۔ جس میں آئے دن تجربات ہو رہے ہیں۔

جہدِ مسلسل

علامہ جب اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے یورپ تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں کو بڑی ایمان داری سے دن رات جدید تعلیم کے حصول کے ساتھ ساتھ کام کرتے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہی ان کی ترقی کا اصل راز ہے۔ اقبال کی فکر ہمیں عصری مسائل کے حل کے لیے نہ صرف تیار کرتی ہے بلکہ مستقبل کا لائحہ عمل بھی دیتی ہے۔ علامہ کی مختلف تحریروں میں جا بجا یہی حقائق بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اب مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر اپنا کھویا ہوا اقتدار اور وقار حاصل کرنا ہے تو مسلسل محنت اور کاوش سے کام کرنا ہوگا۔ بقول اقبال:

دلیلِ صبحِ روشن ہے ستاروں کی تنک تابی افق سے آفتاب ابھرا، گیا دورِ گراں خوابی
عروقِ مردۂ مشرق میں خونِ زندگی دوڑا سمجھ سکتے نہیں اس راز کو سینا و فارابی

عمل سے زندگی بنتی ہے، جنت بھی جہنم بھی یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے [۱۰]

دنیا کی تاریخ کو پڑھیں تو واضح ہوتا ہے کہ بڑے فکری انقلابات ہمیشہ ایسے لوگ لاتے ہیں جنھوں نے خلوص نیت کے ساتھ اپنے دور کے مسئلوں کا شعوری مطالعہ کیا اقبال بھی ایسے ہی عظیم انسان تھے جن کا اولین مقصد مسلمانوں میں اتحاد اور پیار محبت کو مضبوط کرنا تھا تاکہ دشمنوں کا کامیابی سے مقابلہ کر سکیں۔ اور وہ اسلام کی سربلندی چاہتے تھے۔ اقبال نظم ''جدت'' میں فرماتے ہیں:

دیکھے تُو زمانے کو اگر اپنی نظر سے افلاک منور ہوں ترے نورِ سحر سے
خورشید کرے کسبِ ضیا تیرے شرر سے ظاہر تری تقدیر ہو سیمائے قمر سے
دریا متلاطم ہوں تری موجِ گہر سے شرمندہ ہو فطرت ترے اعجازِ ہنر سے
اغیار کے افکار و تخیل کی گدائی! کیا تجھ کو نہیں اپنی خودی تک بھی رسائی؟ [۱۱]

اقبال اپنی شاعری میں مسلمانوں کو تلاش، جستجو اور عمل پیہم کا درس دیتے ہیں۔ ان کی دور بیں نگاہ مستقبل کے چیلنجز دیکھ رہی تھی۔ اسی لیے وہ مسلمانوں کو تیار کرنا چاہتے تھے کہ کس طرح وہ ترقی یافتہ اقوام کا مقابلہ کر سکتے

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ہیں! عمل سے دوری قوموں کو برباد کر دیتی ہے۔ ہمارے تمام سیاسی، سماجی، معاشی معاشرتی مسائل کا حل قرآن و سنت پر عمل میں ہے۔ انسان کے اعمال ہی سے زندگی جنت بھی بن سکتی ہے اور بے عملی سے جہنم بھی۔ زندگی مسلسل کوشش کا ہی نام ہے۔ جنھوں نے اس راز کو پا لیا وہی کامیاب ہوئے۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جس نے جتنی کوشش کی اس کے لیے بس اتنا ہی ہے۔[۱۲]

یقیں محکم، عمل پیہم محبت فاتحِ عالم جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں[۱۳]

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں
اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں[۱۴]

سیاسی ملوکیت، اشتراکیت، سرمایہ دارانہ نظام، جاگیردارانہ نظام اور مغرب کی جمہوریت جیسے نظام اقبال کو پسند نہ تھے۔ جو نظام اسلام کے متضاد ہوں وہ اسے کبھی پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ اسلامی جمہوری نظام چاہتے تھے جسے حضورؐ سے نافذ کر کے دکھایا۔ اقبال اپنے مضمون ''قومی زندگی'' میں فرماتے ہیں:

> مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اگر اس اعتبار سے مسلمانوں کو دیکھا جائے تو ان کی حالت نہایت مخدوش نظر آتی ہے۔ یہ بدقسمت قوم حکومت کھو بیٹھی ہے، صنعت کھو بیٹھی ہے، تجارت کھو بیٹھی ہے۔ اب وقت کے تقاضوں سے غافل اور افلاس کی تیز تلوار سے مجروح ہو کر ایک بے معنی توکل کا عصا ٹیکے کھڑی ہے۔ اور باتیں تو خیر، ابھی تک ان کی نزاعوں کا ہی فیصلہ نہیں ہوا۔ آئے دن ایک نیا فرقہ پیدا ہوتا ہے جو اپنے آپ کو جنت کا وارث سمجھ کر باقی تمام نوع انسانی کو جہنم کا ایندھن قرار دیتا ہے۔[۱۵]

اقبال کے کلام میں بھی اتحادِ عالم اسلام کا پہلو بہت نمایاں رہا۔ اقبال مفسر قرآن تھے۔ انھوں نے اپنے کلام میں قرآن مجید اور سنت کے پیغام کو بہت خوب صورتی سے پیش کیا۔ اکیسویں صدی کے اس جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کے دور میں دیکھا جائے تو مسلمان ہر طرف ظلم و ستم کا نشانہ بن رہے ہیں مثلاً فلسطین، کشمیر، شام، لبنان، ایران، عراق، افغانستان وغیرہ کے تمام مسائل ایسے ہیں جن کا حل فکر اقبال میں پوشیدہ ہے۔ فکر اقبال کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے کہ اس کی اساس بھی قرآن وحدیث پر ہے۔ علامہ کے نزدیک جب تک مسلمان جدید علوم و فنون اور قرآن وسنت اور حدیث کا علم حاصل نہیں کریں گے، یہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یہی وقت کا

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

تقاضا ہے کہ مسلمان نسل نو کو زیور تعلیم سے آراستہ کریں۔ چوں کہ اقبال خود دینی و دنیاوی علوم وفنون حاصل کر چکے تھے اس لیے وہ مسلمانوں کو بھی اس کی ہدایت کرتے ہیں۔

خودداری وخود انحصاری

اقبال مسلمانوں میں خودی کی بیداری کے ساتھ خودداری، خود انحصاری اور خود اعتمادی سکھاتے ہیں۔عصر حاضر میں دیکھیں تو پوری مسلم امہ کو تہذیبی، ذہنی اور عملی زندگی میں بہت سے چیلنجز کا سامنا ہے۔ یہ بحرانی کیفیت اپنی نوعیت اور شدت کے لحاظ مختلف علاقوں میں مختلف صورتوں میں ہے۔کہیں سیاسی طاقتوں کا دباؤ ہے تو کہیں غربت، افلاس اور اقتصادی پس ماندگی کی محرومیاں ہیں ۔کہیں ظالمانہ اور جابرانہ حکومتوں کے ہاتھوں جمہوری اور انسانی حقوق کا استحصال ہورہا ہے۔کہیں معدنی دولت اور تیل کے وسائل کے ذخیروں پر ناجائز قبضہ کرنے کا وشیں ہورہی ہیں ۔مسلمان ہر جگہ بدحالی اور پستی کا شکار ہورہے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ جو قومیں دوسروں کی دست نگر ہو تی ہیں وہ کبھی ترقی نہیں کرسکتیں۔اقبال فرماتے ہیں:

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے   سرِ آدم ہے ضمیرِ کن فکاں ہے زندگی

ـــــــــــــ

ہو صداقت کے لیے جس دل میں مرنے کی تڑپ   پہلے اپنے پیکرِ خاکی میں جاں پیدا کرے

ـــــــــــــ

پھونک ڈالے یہ زمین و آسماں مستعار   اور خاکستر سے آپ اپنا جہاں پیدا کرے(۱۶)

حقیقت تو یہ ہے کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔اسلام میں بھی محنت کرنے والا اللہ کا دوست ہوتا ہے۔اقبال بھی اپنے کلام میں مسلم امہ کو خود انحصاری کا پیغام دیتے ہیں۔

تہذیب کا فقدان

عصر حاضر میں مختلف تہذیبوں کے تصادم کی فضا میں مسلمانوں کی کڑی آزمائش ہے۔فکر اقبال میں اس مسئلے کا حل بھی موجود ہے کیوں کہ اقبال مشرقی اور مغربی تہذیبوں کے نقائص اور مسائل کے ساتھ ساتھ اسلامی تہذیب سے بخوبی واقف تھے۔وہ اپنے کلام میں مغربی تہذیب اور اس کے مسائل بیان کرنے کا اچھی طرح ہنر جانتے ہیں مثلاً مغربی تہذیب کے حوالے سے کچھ اس طرح رقم طراز ہیں۔مغرب کی تہذیب حاضر کے بارے

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

میں اقبال نے بہت تفصیل کے ساتھ اس کی خامیوں کو اجاگر کیا۔

حرارت ہے بلا کی بادۂ تہذیبِ حاضر میں بھڑک اٹھا بھبوکا بن کے مسلم کا تنِ خاکی

نئے انداز پائے نوجوانوں کی طبیعت نے یہ رعنائی، یہ بیداری، یہ آزادی، یہ بے باکی(۱۷)

سلطانیِ جمہور کا آتا ہے زمانہ جو نقشِ کہن تم کو نظر آئے، مٹا دو(۱۸)

اقبال اسلامی تہذیب کے اپنانے میں کامیابی کا راز بھی بیان کرتے ہیں۔ اسی نظریے کی اساس پر دو قومی نظریہ بنا، جس نے ہندستان کے مسلمانوں کو مضبوط نظریاتی اور سیاسی قوت بخشی، جس کی بنیاد پر پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ آج جس تیزی سے حالات بدل رہے ہیں، اس کا تقاضا ہے کہ بڑے عالمِ دین اور اقبال جیسے فلسفی اور مفکر جن کی عمیق نگاہ بدلتے دور کے تقاضوں پر ہے، ان کے فکر و فلسفے کو عام کیا جائے۔

اسلام اور عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسلام دینِ فطرت ہے جس نے ہمیں زندگی کا مکمل ضابطہ حیات قرآن و سنت کے ذریعے عطا کر دیا۔ آپؐ کا اسوہ حسنہ ہم سب کے لیے بہترین نمونہ قرار دیا۔ آج سے چودہ سو قبل ہمارے تمام مسائل کا حل سیرت النبیؐ میں پیش کر دیا۔ جسے آج بھلا کر ہمیں مشکلات کے ساتھ ساتھ ذلت و رسوائی کا سامنا ہے۔ سیاسی، سماجی، معاشی، معاشرتی، دینی، ثقافتی غرض زندگی کا کوئی بھی ایسا شعبہ نہیں ہے جس میں اسلام ہمیں آپؐ کے ذریعے روشنی نہ دیتا ہو۔ یہ ہماری خوش نصیبی کہ ہم امتِ محمدیہؐ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آج دنیا میں پیار، محبت اور امن کی جتنی کمی ہے پہلے اتنی نہ تھی۔ ان تمام مشکلات کا حل دین اسلام اور حضورؐ سے وفاداری کر کے ان کی تعلیمات پر عمل کرنے سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ آپؐ کے صرف آخری حج ہی کو دیکھ لیں تو وہ انسانیت کا منشور ہے۔ بقول اقبال:

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر
وہیں قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ(۱۹)

حضورؐ کی حیات طیبہ نہ صرف ہمارے تمام مسائل کا حل پیش کرتی ہے بلکہ قیامت تک آپؐ کا اسوہ قابل تقلید ہے۔

الغرض اگر ہم دنیا میں امن قائم رکھنے کے لیے پیار، محبت اور سلامتی کا ماحول رکھنا چاہتے ہیں تو سب سے

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

پہلے تو مسلم امہ آپس میں اتحاد پیدا کرے اور اپنے بہترین عمل سے شریعت محمدیہ کا نفاذ ضروری ہے۔ اجتہاد کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر ہمارے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کے علم کا حصول ضروری ہے۔ مادیت کی دوڑ میں اسلام کو فراموش کیا جا رہا ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس مذہب کے بہترین اصولوں پر نہ صرف خود عمل کریں بلکہ دوسرے مذاہب کے بھٹکے ہوئے لوگوں کو بھی سیدھا راہ دکھائیں۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے دہر میں اسمِ محمد سے اجالا کر دے

وقتِ فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے[۲۱]

حواشی

۱۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، ''کلیاتِ اقبال'' (فارسی)، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۸ء)، ص ۹۹۱
۲۔ مرزا غالب، ''دیوانِ غالب'' (اردو)، (دہلی: غالب انسٹی ٹیوٹ، ۱۹۹۷ء)، ص ۱۴۴
۳۔ فرمان فتح پوری، ''اقبال سب کے لیے''، (کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۷۸ء)، ص ۳، ۴
۴۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، ''کلیاتِ اقبال'' (اردو)، (لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۹۴ء) ص ۳۸۴
۵۔ ایضاً، ص ۶۷۶
۶۔ فرمان فتح پوری، ''اقبال سب کے لیے''، ص ۶۹
۷۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، ''کلیاتِ اقبال'' (اردو) ص ۳۶۷
۸۔ ایضاً، ۴۲۷
۹۔ ڈاکٹر مشتاق احمد گنائی، ''نظریۂ اجتہاد اور اقبال''، (سیر سوپور، جموں کشمیر: منیب الحق پبلی کیشنز، جون ۲۰۰۳ء)، ص ۱۶۷
۱۰۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، ''کلیاتِ اقبال'' (اردو) ص ۳۰۵
۱۱۔ ایضاً، ص ۶۳۳
۱۲۔ القرآن، سورہ النجم، آیت ۳۹، پارہ ۲۷
۱۳۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، ''کلیاتِ اقبال'' (اردو) ص ۳۰۲
۱۴۔ ایضاً، ص ۳۸۹
۱۵۔ ڈاکٹر مشتاق احمد گنائی، ''نظریۂ اجتہاد اور اقبال''، ص ۱۶۷، ۱۶۸
۱۶۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، ''کلیاتِ اقبال'' (اردو) ص ۲۸۷
۱۷۔ ایضاً، ص ۲۵۳
۱۸۔ ایضاً، ص ۷۴۳
۱۹۔ ایضاً، ص ۳۶۳

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

۲۰۔ ایضاً،ص۲۳۶

مآخذ

۱۔ اقبال، محمد، ڈاکٹر علامہ، ’’کلیاتِ اقبال‘‘ (اردو)، لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۹۴ء

۲۔ ____، ____، (فارسی)، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۸ء

۳۔ غالب، مرزا، ’’دیوانِ غالب‘‘ (اردو)، دہلی: غالب انسٹی ٹیوٹ، ۱۹۹۷ء

۴۔ فتح پوری، فرمان، ’’اقبال سب کے لیے‘‘، کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۷۸ء

۵۔ گنائی، مشتاق احمد، ڈاکٹر، ’’نظریۂ اجتہاد اور اقبال‘‘، جموں کشمیر: منیب الحق پبلی کیشنز، جون ۲۰۰۳ء

صحیفہ

۱۔ قرآن، سورۃ النجم، آیت ۳۹

Bibliography

1. Ghalib, Mirza, *Diwan-e-Ghalib* (Urdu), Delhi: Ghalib Institute, 1997
2. Fatehpuri, Farman, *Iqbal sab kay liye*, Karachi: Urdu Academy Sindh, 1978
3. Iqbal, Muhammad, Dr. Allama, *Kulliyat-e-Iqbal* (Urdu), Lahore: Iqbal Academy, 1994
4. ____, ____, (Persian), Lahore: Ghulam Ali & Sons, 1978
5. Ginai, Mushtaq Ahmed, Dr., *Nazaria-e-Ijtehad aur Iqbal*, Jammu and Kashmir: Munib-ul-Haq Publications, June 2003

Scriptures

1. Qur'an, Surah An-Najm, Verse 39